کیا عورت مردوں کی امامت کرا سکتی ہے؟

تحریر: شیخ مقبول احمد سلفی حفظہ اللہ

اسلامک دعوۃ سنٹر، مسرہ۔ طائف

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

کیا عورت مردوں کی امامت کراسکتی ہے؟

سوشل میڈیا پہ کئی دفعہ عورت کا مردوں کی امامت کرنے کی تصویر دیکھنے کو ملی مگر تصنع بھری دنیا میں اس قسم کی چیزوں پر اعتبار مشکل سے ہوتا ہے البتہ دو مواقع پر خبروں کے مطابق عورتوں کا مردوں کی امامت کا معاملہ سامنے آیا تھا اور اس پر عالم اسلام کی جانب سے سخت نقد و تبصرہ بھی کیا گیا تھا۔ پہلا موقع جب افریقہ نژاد نومسلمہ ڈاکٹر امینہ ودود نے نیویارک میں سو سے زائد لوگوں کی امامت کرائی تھی جس میں مرد و عورت اور بچے شامل تھے۔ دوسرا موقع جب کنیڈا میں راحیل رازا نامی عورت نے آکسفورڈ سٹی کے ایک اسلامی مرکز میں نماز جمعہ پڑھائی تھی، اس میں بھی عورت و مرد شامل تھے۔ ابھی اخبارات کی سرخیوں میں ایک تیسرا موقع سامنے آیا ہے جب کسی مسلم خاتون نے مردوں کی امامت کرائی ہے۔ خبروں کے مطابق قرآن وسنت سوسائٹی کی جنرل سیکریٹری 34 سالہ مسلم خاتون جمیتہ نے کیرلا کے مسلم اکثریتی ضلع میں عورت ومرد کی نماز جمعہ میں امامت کرائی ہے جس میں عورت ومرد کی تعداد اسی کے قریب تھی۔

جمیتہ نے جس طرح اخباری نمائندوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ قرآن مساوات کی تعلیم دیتا ہے اور عورت کو کہیں بھی امامت کرنے سے نہیں روکا ہے، کچھ ایسی ہی بات ڈاکٹر امینہ ودود نے بھی اپنے انٹرویو میں کہی تھی۔ گویا کہ عورت کی امامت کرنے کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ عورت ومرد میں مساوات پایا جاتا ہے اور اسلام نے عورتوں کو امامت کرنے سے نہیں روکا ہے۔

اس مسئلہ کی وضاحت سے قبل یہ بات جان لی جائے کہ عورتوں کا فتنہ دنیا میں سب سے زیادہ بھیانک اور غیر معمولی نوعیت کا ہے۔ جب کوئی فتنہ عورت جنم دے یا کوئی عورت کا فتنہ پھیلائے تو اس فتنے کے ذریعہ

آنے والی تباہی کو روک پانا مشکل ترین امر ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے :

ما تَرَكتُ بَعدِي فِتنَةً أضرَّ على الرجالِ منَ النساءِ(صحيح البخاري: 5096)

ترجمہ: میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ خطرناک کوئی فتنہ نہں چھوڑا۔

اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کے حقوق واختیارات کی رعایت کی ہے، کہیں بھی انہیں اجر وثواب سے، عمل ومحنت سے، جودوسخا سے، زہد وورع سے اور عبادت ومعاملہ سے نہیں روکا ہے مگر جس طرح اللہ نے عورت کی جسمانی ساخت اور بعض فطری اوصاف مردوں سے جداگانہ رکھے ہیں اسی طرح عبادات واحکام سے لیکر حقوق ومعاملات تک بعض مسائل میں فرق رکھا ہے جو ان کے شایان شان ہے۔

ہم میں سے اکثر لوگ نعرہ لگاتے ہیں اسلام دین مساوات ہے جبکہ اصل نعرہ ہونا چاہئے اسلام دین عدل ہے جیسا کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ عورت ومرد میں بعض چیزوں میں مساوات ہے اور بعض چیزوں میں اختلاف پایا جاتا ہے اس لئے مکمل مساوات کا نعرہ نہیں لگایا جائے گا۔اور جہاں تک روشن خیال مغرب زدہ لوگوں کا خیال ہے کہ عورت ومرد میں ہر قسم کی برابری ہو، عورت خود مختار ہو، عورت سربراہ ہو، عورت ہر محکمہ، تنظیم، ادارہ اور جماعت میں موجود ہو، ہر کام میں مردوں کی طرح عورتوں کی نصف شمولیت ہو۔ یہ ایک غیر فطری سوچ ہے دنیا میں شراب وکباب، رقص وسرود، اباحیت پسندی، فحاشیت وعریانیت اور خواہشات کا ننگا ناچ سب اسی سوچ کی دین ہے۔

سربراہی صرف مردوں کا حق ہے لہذا کوئی عورت ملک وقوم کی سربراہ یا مردوں کا قائد ورہنما نہیں ہوسکتی ہے۔ گواہی میں دو عورت ایک مرد کے قائم مقام ہے، میراث میں مردوں کے آدھا ہے، عورت مکمل پردہ اور مرد کے لئے صرف ناف سے گھٹنہ تک ستر ہے۔ مرد بیک وقت چار شادی کرسکتا ہے مگر عورت ایک وقت میں صرف ایک مرد کی زوجیت میں رہے گی۔ عورت کے لئے ریشم وسونا حلال ہے اور یہی چیز

مردوں پر حرام ہے۔ عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں، نہ ہی جماعت سے مسجد حاضر ہونا لازم ہے بلکہ اس کی افضل نماز گھر میں ہے۔ان سارے فرقوں کے ساتھ مرد وزن میں عبادات و معاملات کی بہت ساری چیزوں میں مساوات پایا جاتا ہے مثلاً وضو، غسل، نماز، روزہ، حج، زکوۃ۔ان میں صرف بعض احکام میں فرق ہے اور اکثر چیزیں مماثل ہیں۔اللہ کا فرمان ہے:

وَلاَ تَتَمَنَّوْاْ مَا فَضَّلَ اللّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُواْ اللّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً (النساء:32)

ترجمہ:اوراس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالٰی نے تم میں سے بعض کو بعض پر بُزرگی دی ہے۔ مردوں کا اس میں سے حصّہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے ان میں سے حصّہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور اللہ تعالٰی سے اس کا فضل مانگو، یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

یہاں ایک مسئلہ حل ہو گیا کہ عورت و مرد میں مکمل مساوات نہیں ہے، یہی فطرت ہے جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ فطرت سے بغاوت کرتا ہے اور ساری دنیا مل کر بھی جتنی طاقت لگا لے عورت و مرد میں مکمل یکسانیت پیدا نہیں کی جاسکتی۔ حیض عورت کو ہی آئے گا مرد کو نہیں، بچہ عورت ہی پیدا کرے گی مرد نہیں ،حمل عورت کا خاصہ ہے مرد کا نہیں اور ساخت کا جو فرق ہے اپنی جگہ مسلم ہے بڑے سے بڑا سائنس داں اس فرق کو ختم نہیں کر سکتا۔ مغربی ممالک میں مساوات کے علم برداروں نے کتنے مردوں کو داڑھی اگنے سے روک لیا یا کتنی عورتوں کے چہرے پر ڈارھی کے ابال اگائے؟ کس کس چیز میں مساوات قائم کریں گے ؟ مر جائیں گے مگر فطرت کو بدل نہیں سکتے۔اور جو سکون ازدواجی زندگی میں مرد کو عورت سے ہے اسی سبب ہے کہ مرد مرد ہے اور عورت عورت۔ ہم جنس پرستی سوائے جنون و پاگل پن کے اور کچھ نہیں۔

یہ بات نصوص سے ثابت ہے کہ ایک عورت دوسری عورتوں کی جماعت کرا سکتی ہے خواہ فرض ہو یا نفل مگر کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہیں کر سکتی حتی کہ بیوی اپنے شوہر کی بھی امامت نہیں کر سکتی تو اجنبی عورت، اجنبی مرد کی کہاں سے امامت کر سکتی ہے؟۔

مرد ہی عورتوں کا سربراہ ہے اور جس طرح دنیاوی معاملات میں عورت مرد کا سربراہ نہیں ہو سکتی اسی طرح نماز میں بھی وہ امام و پیشوا نہیں بن سکتی۔ مسجد میں عورتوں کی حاضری صرف مقتدی کی حیثیت سے ہوتی ہے اور عورتوں کے لئے الگ سے کوئی مسجد قائم نہیں ہو سکتی ہے۔ مسجد میں حاضری کے مزید اصول یہ ہیں کہ جن سے فتنے کا اندیشہ ہو وہ عورتوں کے لئے ممنوع ہے مثلاً عطر لگا کر آنا، آواز نکالنا حتی کہ امام کی غلطی پر تنبیہ کرنے کے لئے آواز نہیں نکالنا ہے بلکہ ایک ہاتھ دوسرے پر مارنا ہے۔ عورتوں کا اول صف میں ہونا شر اور آخری صف میں ہونا خیر ہے۔

عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی ہے یہی حکم الہی اور فرمان نبوی ہے، اس پر چودہ صدیوں سے مسلمانوں کا عمل رہا ہے جو لوگ عورتوں کے حقوق کی بات کرتے ہیں اور مساوات کا بہانہ بنا کر عورتوں کے ذریعہ دین اسلام میں فتنہ پھیلانا چاہتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ عبادت توقیفی معاملہ ہے اس کے کرنے کی دلیل چاہئے نہ کہ نہ کرنے کی۔ اگر شریعت اسلامیہ نے عورت کو صریح لفظوں میں مردوں کی امامت کرانے سے منع نہیں کیا ہے تو کیا ہوا اسلام کی واضح تعلیمات سے روشن وعیاں ہے کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی۔ اس کے لئے صرف ایک حدیث کافی ہے۔

التسبيحُ للرجالِ، والتصفيحُ للنساءِ (صحيح البخاري: 1204)

ترجمہ: تصفیق (خاص طریقے سے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارنا) عورتوں کے لیے ہے اور تسبیح (سبحان

اللہ کہنا) مردوں کے لیے ہے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عورت مردوں کی موجودگی میں نماز میں آواز نہیں نکال سکتی، امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے جب عورت معمولی سی آواز نہیں نکال سکتی تو مکمل نماز کی امامت کیسے کر سکتی ہے؟

مجھے حیرت ہے کہ امامت کا معاملہ خالص مسلمانوں کا ہے اور غیر مسلموں سے اس مسئلہ کا کوئی تعلق نہیں ہے اور سارے فقہی علماء بشمول ائمہ سلف وخلف سبھی کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی۔ پھر کس قسم کے مسلمان عورتوں کے ذریعہ ایسا فتنہ پھیلاتے ہیں؟ کیا ان کا کوئی مذہب نہیں یا یہ عورتیں خود ہی غیروں کی فتنہ سامانیوں کا شکار ہو رہی ہیں؟ اللہ کی پناہ

امام نووی رحمہ اللہ نے المجموع شرح المھذب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عورتوں کا مردوں کی امامت پر ممانعت سے متعلق ضعیف حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا اتفاق ہے کہ کسی عورت کے پیچھے بچے اور بالغ مرد کی نماز جائز نہیں ہے،،، آگے لکھتے ہیں خواہ ممانعت عورت کی امامت مردوں کے لئے فرض نماز سے متعلق ہو یا تراویح سے متعلق ہو یا سارے نوافل سے۔ یہی ہمارا مذہب ہے اور سلف وخلف میں سے جمہور علماء کا۔ اور بیہقی نے مدینہ کے تابعین فقہائے سبعہ سے بیان کیا ہے اور وہ امام مالک، امام ابو حنیفہ، سفیان، امام احمد اور داؤد ہیں۔ (المجموع شرح المھذب، کتاب الصلاۃ›› فصل بإمامة المرأة في الصلاة)

ام ورقہ رضی اللہ عنہا اپنے قوم کی عورتوں کی امامت کراتی تھیں اس سے دلیل پکڑی جاتی ہے کہ ان کی امامت میں محلے کے مرد اور مؤذن بھی شامل ہوا کرتے تھے۔ یہ غلط بیانی ہے، ابوداؤد میں صراحت نہیں ہے مگر دار قطنی میں نساء کا لفظ وارد ہے کہ ام ورقہ عورتوں کی امامت کراتی تھیں اس میں کوئی مرد شامل

نہیں ہوتا تھا حتی کہ مؤذن بھی نہیں۔ لہذا کسی مسلمان عورت کے لئے روا نہیں کہ وہ مردوں کی امامت کرائے۔ کیرلا میں جو کچھ ہوا ہمیں اس پہ سخت کاروائی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ فتنہ مزید سر نہ اٹھا سکے۔

****

نوٹ: اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی شیئر کریں۔

مزید دینی مسائل، جدید موضوعات اور فقہی سوالات کی جانکاری کے لئے وزٹ کریں۔

Maqubool Ahmed

SheikhMaqubolAhmedFatawa.

00966531437827

Maqubloolahmad.blogspot.com

islamiceducon@gmail.com

Online fatawa salafia Maqbool Ahmed salafi

23 October 2020